سوال

وبشر کی حقیقت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ کو اپنے نور سے پیدا کیا جس کا نام محمد ﷺ رکھا پھر پوری مخلوق کو آپ ﷺ کے نور اور پسینہ سے پیدا کیا، آسمان، زمین، عرش و کرسی لوح و قلم وغیرہ جنت جہنم، فرشتے وغیرہ بھی اسی نور سے پیدا کیے کیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟''

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ل ان لوگوں کی طرف سے گھڑا گیا ہے جو مشرکانہ خیال رکھتے ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کے بارے میں ان حضرات کا خیال ہے کہ آپ ﷺ انسانوں میں سے ہیں ہی نہیں، اس لیے یہ حضرات آپ ﷺ پر بشر کا اطلاق جائز نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نور ہیں اور نور کا مطلب ان کے پاس یہ ہے کہ معاذ

جو تھا مستوی عرش پر خدا ہو کر

نی ہو کر

ب اس سے بڑھ کر کفر یا الحاد کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ کے رسول کریم ﷺ کو بعینہ اللہ بنا دیا گیا ہے یہی تو نصاری کا عقیدہ تھا وہ کہتے تھے کہ ''ان اللہ ہو المسیح ابن مریم'' یعنی عیسی بن مریم ہی تو اللہ ہیں۔ ''افسوس کے ہمارے نام نہاد مسلمان بھی نصاری کے اس عقیدہ کو اختیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو اللہ بنا دیا۔

مثال نمبر ۱: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا (بنی اسرائیل: ۹۳)

ہ میرا رب پاک ہے کیا میں بشر رسول ہونے کے علاوہ اور کچھ ہوں کیا؟''

ینی اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوں صرف بشر اور رسول ہی ہوں۔

مثال نمبر ۲: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (الکھف: ۱۱۰)

، نبی تو لوگوں کو واضح کر کے بتا دے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں۔ (یعنی انسان ہوں) اور میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''

مثال نمبر ۳: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (حم السجدۃ: ٦)

لہ سبحانہ وتعالی نے آپ کی بشریت کی واضح الفاظوں میں تصریح فرمائی ہے مگر قرآن کریم میں نور ہونے کے بارے میں ایک جگہ بھی تصریح نہیں فرمائی اسی طرح قرآن کریم میں دوسری جگہوں پر قرآن کریم پر تو نور کا اطلاق ہوا ہے اور اس کی تصریح بھی ہوئی ہے:

مثال نمبر ۱: فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الاعراف: ۱۰۷)

ن لوگوں نے نبی پر ایمان لایا اور ان کی تعظیم اور مدد کی اور اس نور کی اتباع کی جو وہ ساتھ لائے ہیں تو وہ لوگ کامیاب ہیں۔''

لکل واضح ہے کہ جو نور نبی ﷺ ساتھ لائے ہیں اس سے مراد قرآن کریم ہے:

مثال نمبر ۲: فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (التغابن: ۸)

ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس نور کے ساتھ جو ہم نے نازل کیا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

قرآن کریم پر نور کا اطلاق اس لیے ہے کہ جس طرح نور (یعنی روشنی) میں سب کچھ دیکھا جا سکتا ہے اسی طرح قرآن کریم سے بھی ضلالت کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکل کر ہدایت و ایمان کی روشنی میں آیا جا سکتا ہے۔ اور ہر ایک کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایمان کیا ہے کفر کیا ہے؟ ضلالت کیا ہے؟ ہدایت کیا ہے

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدہ: ۱۵)

مارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔''

ات کا کہنا ہے کہ اس آیت کریمہ میں نور پر کِتَابٌ مُبِينٌ کو معطوف بنایا گیا ہے اور عطف مغایرۃ کو چاہتا ہے اس لیے کِتَابٌ مُبِينٌ اور نور دو علیحدہ چیزیں ہیں لہذا کِتَابٌ مُبِينٌ سے تو قرآن ہی مراد ہے لیکن نور سے مراد نبی ﷺ ہیں۔ حالانکہ ہم پہلے بھی یہ واضح کر چکے ہیں کہ قرآن کریم میں قرآن پر نور کی صراحت واضح

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ (الحجر: ۱)

لر، یہ آیتیں ہیں کتاب کی قرآن مبین کی۔''

ظاہر ہے کہ کتاب اور قرآن دونوں سے مراد قرآن ہی ہے کتاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ لکھا ہوا ہے اسی طرح سورت نمل کی بھی ابتدائی آیات میں ہے:

طٰسٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ (النمل : ۱)

، دونوں آیات کے درمیان واوعاطفہ ہے مگر مراد ایک ہی چیز ہے یعنی قرآن کریم کیونکہ قرآن اور کتاب میں جو معنوی مغایرۃ ہے وہی عطف کے لیے کافی ہے ۔ اسی طرح سورۃ الاحزاب میں نبی ﷺ کی چند وصفیں بیان ہوئیں ہیں ۔ جیسے :

ہا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شٰہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۔ 45 وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۔ (الاحزاب : ۴۵ ‘ ۴۶)

غور کریں ! یہاں پر نبی ﷺ کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں ۔ شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، سراجا، منیرا اور یہ تمام وصف عطف کے ساتھ آئیں ہیں لیکن یہاں پر یہ کہنا کہ مبشر اور نذیر کوئی الگ الگ ہستیاں ہیں کیونکہ واوعاطفہ مغایرۃ کو چاہتا ہے تو کیا اس طرح کہنا درست ہوگا ہر گز نہیں ۔ کیونکہ شاہد، مبشر، نذیر وغیر

ق الباطل)

اب مطلب یہ ہوا کہ سورۃ المائدہ میں نور سے مراد بھی قرآن کریم ہے ۔ جس طرح آیات میں قرآن کا اطلاق ہے اور نور کہنے کی وجہ شبہ بھی ہم نے بیان کردی ہے اور وہ آیات بھی بیان فرمادیں جن میں نبی ﷺ کے بشر ہونے کی صراحت موجود ہے ۔ سورۃ کہف اور حم سجدہ والی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ والی آیت ۔

اخواتہما لیتما ولعلما ولکنما وکانما _))

ن کے ساتھ جو ’’ ما ‘‘ زائدہ یا کافہ آتی ہے وہ نفی کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ اپنی دوسری اخوات کی طرف آتی ہے ۔ (یعنی جس طرح ان حروف میں مازائدہ کافہ ہے اسی طرح اِنَّ وَاَنَّ کے ساتھ بھی جو ما ہے وہ بھی زائدہ ہے نہ کہ نافیہ) لہٰذا جو اِنَّ مشبہ بالفعل ہے وہ ’’ ما ‘‘ نافیہ پر داخل نہیں ہوتی یعنی اِنَّ کو اپنے عمل سے

مِّثْلُکُمْ ’’ اس کی خبر بنےگی پھر بتائیں کہ ما اسم اور خبر سے مل کر کیا عبارت بنےگی ؟ اگر کہوگے ؟ یہ جملہ تاویل مصدر میں ہوکر ان کا اسم بنےگا تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ بیشک میر آپ جیسا انسان نہ ہونے کی وصی کی جاتی ہے میری طرف ۔

ین کرام ! انصاف کریں کہ اس جملہ کے یہ معنی کیا دیوانہ کے علاوہ کوئی اور کرسکتا ہے ؟ ہر گز نہیں بہر حال ایک تو اِن ’’ ما ‘‘ نافیہ پر عمل نہیں کرتی دوسرا کہ اگر تھوڑے سے وقت کے لیے اس کو مانا بھی جائے تو اس کے معنی ایسے غلط ہوں گے کہ اس کو صحیح کرنے کی کوئی صورت بھی نہیں بچتی، تعجب ہے کہ ان لوگو

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (التوبۃ : ۲۸)

عربیت کے ان نئے مجتہدین کے مطابق اس کی معنی یہ ہوگی کہ نہیں ہیں مشرک پلید ۔

ل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ......الایۃ (الانفال : ۲)

معنی اس کے (ان کے قائدے) کے مطابق یہ ہوگا کہ وہ لوگ مومن نہیں ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر پر خوف کے مارے کانپ جاتے ہیں ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات : ۱۰)

ل مومن بھائی نہیں ہیں ۔ ‘‘ اور

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (ملک : ۲۶)

آپ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس علم ہی نہیں ہے اور نہیں ہوں میں واضح ڈرانے والا ۔

بہر حال ہم نے تو یہاں چند مثالیں عرض رکھیں بلکہ قرآن کریم تو ایسی ترکیبوں سے بھرا ہوا ہے پھر یہ حضرات آخر کہاں تک اپنی خود ساختہ معنی کرتے رہیں گے ۔

کلام ! کہ انما میں ’’ ما ‘‘ نافیہ بنانے کی وجہ سے جو مفاسد پیدا ہوں گے ان کا کوئی حل نہیں ہے اور معاذاللہ قرآن جیسی کتاب مہمل بن جاتی ہے ۔ قارئین کی آسانی کی بنا پر ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ ان کے بعد آنے والی ’’ ما ‘‘ کی ہم نے دو اقسام بیان کی ہیں ۔ ایک ما کافہ جو کہ اِنَّ کو عمل سے روکتی ہے اگر اِنَّ کے

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ (الانعام : ۱۳۴)

چیز جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آنی ہے ۔ ‘‘

اسی طرح قرآن کریم میں دوسری کئی ایک مثال دیکھی جاسکتی ہیں ۔

طہ جلالین انما حصر کل کلمہ ہوتا ہے تو وہاں پر ’’ ان ‘‘ اور ’’ ما ‘‘ دونوں بالکل متصل آتے ہیں یعنی دونوں مل کر ایک کلمہ بن جاتے ہیں لیکن ما موصولہ کی صورت میں دونوں علیحدہ کتابت کی جاتی ہیں ۔ باقی رہا مسئلہ ’’ ما ‘‘ نافیہ کا تو اس پر ان داخل ہی نہیں ہوتا اور اس کو ما کو نافیہ قرار دینے سے عبارت کے معنی بالکل غلط بن

ی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے جو اس طرح ہے :

، قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی ان اول شی خلق اللہ قبل الاشیاء قال یاجابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ ۔ ۔ ۔ ۔ (روایت کافی لمبی ہے)

مطلب یہ ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والدین آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیں سب سے پہلی چیز کے بارے میں جو سب سے پہلے اللہ نے پیدا کی آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر بیشک اللہ تعالی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا ۔ ان حضرات

باب الکذب علی رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث : ۳۶۵۱ .

بوجھ کر مجھ پر افتراء باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے ۔ ‘‘

حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کی اصل سند بھی موجود نہیں ہے ۔ ایسی بے سند روایت کو لے کر اس سے اہم عقیدہ کے اثبات کا کام اس آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں کرسکتا جو خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتا ہے ۔ اعاذنا اللہ ’’ باقی روایت کی نسبت جو مصنف عبدالرزاق کی طرف کی جاتی ہے

خلاصہ کلام کہ اس روایت کی نسبت مصنف عبدالرزاق کی طرف درست نہیں ہے دوسری کسی کتاب میں اس کی سند نہیں ہے پتہ چل جائے کہ وہ موضوع ہو پھر ایسی بے سند روایات سے

عقیدے کا اثبات کس طرح ممکن ہے جب کہ خود کے ہاں معمولی ضعف والی روایت بھی عقائد کے باب میں مقبول نہیں ہے تو موضوع اور بے سند روایت اس باب میں کس طرح مقبول ہوگی ۔ اس سے ہر ذی عقل اور انصاف والا آدمی معلوم کرلے گا کہ اصل حقیقت کیا ہے ۔

ضمیمہ

اوراسی طرح نبی ﷺ کا اللہ تعالی کے نورسے پیداہونے کے بارے میں دوسری روایت موضوعہ بھی ملی ہے جوکہ حافظ ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال جلدصفحہ ١٦٦ طبع جدید میں شیخ ابونعیم اصفہان کی امالی سے اس سند سے ذکر کی ہے ۔

نا محمد بن محمد بن عمرو بن زید املاء حدثنا احمد بن یوسف المنجبی حدثنا ابوشعیب صالح بن زیاد السوسی حدثنا الہیثم بن جمیل حدثنا ابومعشر عن المقبری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خلقنی اللہ من نورہ وخلق ابا بکر من نوری وخلق عمر من نوری وخلق امتی من نور عمر وعمر سراج اہل الجنۃ۔))

نی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ مجھے اللہ تعالی نے اپنے نورسے پیداکیا پھرمیرے نورسے ابوبکر کوپیداکیا ،اورپھرحضرت ابوبکررضی اللہ عنہ کے نورسے حضرت عمررضی اللہ عنہ کوپیداکیا پھرپوری امت سیدنا عمررضی اللہ عنہ کے نورسے پیداکیااورحضرت عمررضی اللہ عنہ پوری امت کاچراغ

ہبی فرماتے ہیں کہ ابونعیم اس روایت کے بارے میں قرم طرازہیں :

ہ کے مخالف ہے اوراس میں راوی ابومعشرجس کوجھوٹاکہاہے اور صحیحین اس کی روایت اپنی کتاب میں نہیں لائے ہیں اوردوسراراوی ابوشعیب سوسی جوکہ متروک ہے.جس کے ترک پرتمام محدثین متفق ہیں اوراسی طرح ہیثم بھی.جس کی کوئی بھی روایت صحیحین میں نہیں لائی گئی ہے اس کے بعدامام ذہبی فرماتے

یہ حضرات اس طرح کی موضوع اورواہیہ روایت کاسہارالیتےہیں ورنہ ان کے دامن میں کوئی صحیح روایت ہے ہی نہیں اورایک دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں انہیں اپنی افتراء پردرازیں سے جوابدہ ہوناپڑے گا۔
ھذاماعندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

ر211

محدث فتویٰ